Policy Research Journal
ISSN (E): 3006-7030 ISSN (P) : 3006-7022 Volume 4, Issue 3, 2026

اسلامی تصوف: تعارف، تعلیمات اور معاشرتی کردار

ISLAMIC SUFISM: INTRODUCTION, TEACHINGS, AND SOCIAL ROLE

Rana Mazhar Iqbal Saqi[*1], Dr. Muhammad Masood Ul Hassan Badar[2]

[*1]*Scholar PH. D Urdu Muslim Youth University Islamabad*
[2]*Assistance Professor. (Adjunct Faculty) Muslim Youth University Islamabad.*

[*1]ranamazharsaqi@gmail.com, [2]hassanmasood43@gmail.com

DOI:https://doi.org/10.5281/zenodo.21554084

Keywords

Article History
Received: 07 January 2026
Accepted: 17 March 2026
Published: 31 March 2026

Copyright @Author
Corresponding Author: *
Rana Mazhar Iqbal Saqi

Abstract

Sufism, commonly known as Islamic mysticism, is an important spiritual and ethical dimension of Islam that focuses on purification of the soul, moral refinement, and attaining closeness to Allah through devotion and sincerity. Throughout Islamic history, Sufism has played a significant role in the religious, social, cultural, and literary development of Muslim societies. Sufi saints promoted values such as love, tolerance, humility, compassion, and service to humanity, which contributed greatly to social reform and communal harmony. This research article explores the concept, teachings, development, and social role of Sufism, particularly in the Indian subcontinent. It highlights the contributions of major Sufi orders, including the Chishti, Qadri, Suhrawardy, and Naqshbandi traditions, in spreading Islam and promoting peace and tolerance. The study also examines the influence of Sufism on Urdu literature, poetry, ethics, and culture. The article discusses important Sufi practices such as remembrance of Allah (dhikr), purification of the heart, spiritual discipline, and service to humanity in the light of the Qur'an, Hadith, and classical Sufi literature. It further evaluates the relevance of Sufism in the modern world, where its teachings of peace, coexistence, and moral balance can help address contemporary social and ethical challenges. The study concludes that Sufism is not merely a mystical tradition but a comprehensive system of spiritual and moral reform deeply rooted in Islamic teachings. Its universal message of peace, tolerance, and humanity continues to inspire people across different societies and cultures.

کلیدی الفاظ:

تصوف:

بعض علماء نے تصوف کا اشتقاق صفہ سے بھی کیا ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ ابو بکر بن اسحاق بخاری فرماتے ہیں۔

قال قوم انما سموا صوفية لقرب اوضافهم من اوصاف اهل الصفة الذين كانوا في عهد رسول اللہ

ایک گروہ کا کہنا ہے صوفیہ کی وجہ تسمیہ ان کا باعتبار اوصاف اصحاب صفہ سے قریب تر ہونا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں موجود تھے۔ اسی قول کی تائید میں شیخ احمد الحسینیؒ فرماتے ہیں:

انہ من الصفة اذ جملة اتصاف بالمحامد وترک الاوصاف المذمومة "یہ صفہ سے ماخوذ ہے کیونکہ تصوف تمام تر خوبیوں سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومہ کے ترک کر دینے پر مبنی ہے۔" حضرت داتا گنج بخش مخدوم علی ہجویری نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف کشف المحجوب میں شیخ خضری کا یہ قول نقل کیا ہے۔

التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفۃ "باطن کو مخالفت حق کی کدورت اور سیاہی سے پاک وصاف کر دینے کا نام تصوف ہے۔"

مسئلۂ تحقیق

موجودہ دور میں مادہ پرستی، روحانی بے چینی، اخلاقی زوال اور معاشرتی انتشار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں اسلامی تصوف کی حقیقی تعلیمات کو سمجھنا اور اس کے معاشرتی کردار کا جائزہ لینا ناگزیر ہے۔

مقاصدِ تحقیق

- ا
سلامی تصوف کے مفہوم اور تاریخی پس منظر کا جائزہ لینا۔
- تصو
ف کی بنیادی تعلیمات واہمیت کو واضح کرنا۔
- ا
سلامی معاشرے میں تصوف کے کردار کا مطالعہ کرنا۔
- عصر
حاضر میں تصوف کی افادیت کو اجاگر کرنا۔
- حقیقی
اور جعلی تصوف کے فرق کو بیان کرنا۔

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

تحقیقی سوالات

- ا
سلامی تصوف کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟
- تصو
ف کی بنیاد قرآن وسنت میں کس حد تک موجود ہے؟
- صو
فیائے کرام نے معاشرتی اصلاح میں کیا کردار ادا کیا؟
- عصر
حاضر کے مسائل میں تصوف کس طرح معاون ثابت ہو سکتا ہے؟

لٹریچر ریویو:

اسلامی تصوف کے موضوع پر قدیم وجدید علماء نے متعدد کتب تصنیف کی ہیں۔ امام ابو حامد الغزالیؒ کی احیاء علوم الدین تصوف اور روحانی اصلاح کے موضوع پر بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ امام قشیریؒ کی الرسالۃ القشیریۃ تصوف کے اصول ومباحث کو علمی انداز میں بیان کرتی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ کی کشف المحجوب برصغیر میں تصوف کے اولین مستند مآخذ میں شمار ہوتی ہے۔

برصغیر کے معاصر علماء میں مفتی محمد تقی عثمانی کی احسان وتصوف اور سید ابوالحسن علی ندوی کی تصوف کیا ہے؟ تصوف کے حقیقی اسلامی تصور کو واضح کرتی ہیں۔

اسلامی تعریفات:

کلابازی عبد السلام الاسمر الفیوری نے نقل کیا ہے کہ جنید بغدادی سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو ان کا کہنا تھا:

"تصوف یہ ہے کہ اپنے دل کو اتنا صاف کر لو کہ اسے دنیا کی لذات و خواہشات میں کوئی دلچسپی نہ رہے اور اس کیلئے خلوت و جلوت ایک ہو جائے۔ طبعی عادات چھوڑ دو بشری تقاضوں کو دباؤ نفسانی خواہشات سے اجتناب کرو روحانی صفات میں ترقی حاصل کرو اور حقیقی علوم کی طرف متوجہ ہو۔"

حضرت ابو الحسن نوری کہتے ہیں:

الصُّوفِيَّةُ هُمُ الَّذِينَ صَفَتْ أَسْرَارُهُمْ فَصَارُوا فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَقِّ

"صوفی وہ ہیں کہ ان کی روحیں کدورت بشریت سے مجلا ہو چکی ہوں اور تمام آفات نفسانیہ سے پاک ہو کر حرص و ہوائے شہوانیہ سے خلاصی پا کر دربار الٰہی میں صف اول کے اندر درجہ تقرب پاتی ہیں۔ ماسوائے اللہ سے بعید ہو چکی ہیں۔"

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن سَمِعَ صَوتَ أَهْلِ التَّصَوُّفِ فَلَا يُؤَمِّنُ عَلَى دُعَائِهِم كُتِبَ عِندَ اللهِ مِنَ الغَافِلِينَ.

"یعنی جس نے اہل تصوف کی آواز سن کر ان کی دعوت کو قبول نہ کیا وہ اللہ کے نزدیک غافلوں میں لکھا گیا۔"

ہندوستان کے مشہور صوفی فرید الدین جو گنج شکر کے نام سے مشہور ہیں، وہ کہتے ہیں: "تصوف یہ ہے کہ تیری ملکیت میں کوئی چیز نہ رہے اور تیرا وجود کسی مقام کا محتاج نہ رہے۔ مزید کہا اہل تصوف روزانہ اپنی نماز عرش پر پڑھتے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ صوفی وہ ہوتا ہے جس کے دل سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہو۔"

جنید بغدادیؒ سے تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تصوف کیا چیز ہے؟ تو ان کا کہنا تھا کہ: "اللہ کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے تعلق قائم ہونا۔" سمنونؒ جو کہ مشہور صوفی ہیں، ان سے کسی نے تصوف کی تعریف پوچھی تو انہوں نے کہا: "تصوف یہ ہے کہ تم کسی چیز کے مالک نہ ہو اور نہ ہی کوئی چیز تمہاری مالک ہو۔"

ابو الحسین احمد بن محمد النوریؒ سے سوال کیا گیا کہ صوفی کس کو کہتے ہیں؟ تو ان کا کہنا تھا: "جو سماع کرے اور اسباب کو ترجیح نہ دے۔"

امام قشیریؒ سے یہ بات بھی منقول ہے کہ جنید بغدادیؒ سے ایک اور موقع پر جب تصوف کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا:

"تصوف ایک ایسی گرہ ہے جو آج تک کسی سے کھل نہ سکی اور ایسا معمہ ہے جو آج تک کسی سے حل نہیں ہو سکا۔"

تصوف کی اہمیت:

تصوف کس قدر ضروری ہے اس کا جائزہ ہم اس آیت مقدسہ کی روشنی میں لیتے ہیں۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ "ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ جو گمراہ ہوئے۔"

حضرت امام محمد فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس دعا میں اشارہ ہے کہ انسان صراط مستقیم پر نہیں چل سکتا جب تک اس راہ پر چلنے والے سابقہ لوگوں کی اتباع نہ کرے۔ اس راہ پر چلنے کے لیے صرف کتابوں کی ورق گردانی کام نہیں دے سکتی۔ اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مرید طالب کے لیے ہدایت کے مقامات اور مکاشفات تک پہنچنے کا اس کے بغیر کوئی ذریعہ نہیں کہ کسی شیخ کامل کی اقتداء کرے جو اس کی رہنمائی کرے گا اور اسے غلطیوں اور گمراہیوں سے بچائے گا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس اکثر مخلوق پر غالب ہے اور صرف عقل انسانی ادراک حقیقت کے لیے ناکافی ہے۔ اور حق و باطل میں کماحقہ تمیز کر لینا عقل انسانی کے بس کی بات نہیں۔ لہذا یہ ضروری ٹھہرا کہ شیخ کامل کی تلاش کرے اور اس کی اقتداء کرے تاکہ اس ناقص کی عقل کامل کے نور عقل سے کامل بن جائے اور ناقص سعادت کے مدارج اور کمال کے عروج تک پہنچ سکے۔

تاریخ تصوف:

ایک علم ظاہری ہے۔ دوسرا علم باطنی علم ہے۔ ظاہری علم معیشت و معاشرت کا علم ہے۔ اور باطنی علم تصوف ہے۔ تصوف کا آغاز اس وقت ہوا جب اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ آدم علیہ السلام کو علم الاسماء سکھانا۔ باطنی علوم کے زمرہ میں آتا ہے۔ باطنی اور آسمانی علوم، بنی نوع آدم کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کا ورثہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تصوف کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس طرح نوع انسانی میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے صوفی ہیں۔

پیغمبروں کی تعلیمات رہنمائی کرتی ہیں کہ ہر پیغمبر نے نوع انسانی کو اچھائی اور برائی کے تصور سے آگاہ کیا ہے اور خود اس پر عمل کر کے بامقصد زندگی گزارنے کا درس دیا ہے۔ پیغمبروں کی تعلیمات کے مطابق واحد ذات اللہ کی پرستش نہ ہو تو وہ ہرگز تصوف نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام بتاتے ہیں ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو۔ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں بھائی چارہ چاہتا ہے

اللہ مخلوق کو خوش دیکھنے کے لئے مخلوق کی ضروریات کی کفالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے راستے پر چلنے کو اپنا راستہ قرار دیتا ہے۔ پیغمبروں کی زندگی پر تفکر کیا جائے تو ان میں صراط مستقیم پر قائم رہنے اور صراط مستقیم پر دعوت دینے کا بھرپور عزم ہوتا ہے۔ پیغمبر عفو و درگزرے سے کام لیتے ہیں، حق تلفی نہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہر پیغمبر کی تعلیمات کا مقصد توحید پرستی ہے یہی سب باتیں پیغمبرانِ کرام علیہم الصلوۃ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے والا صوفی بتاتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔

قرآن فرماتا ہے: "اور ہم نے آسمان کو بروج سے زینت بخشی دیکھنے والوں کے لئے اور چھپالیا ہم نے اس خوبصورت آرائش اور زینت کو شیطان مردود سے"

تصوف کا شیدائی صوفی اس کی تفسیر اس طرح بیان کرتا ہے کہ جو لوگ آسمان پر بروج کی زینت کو نہیں دیکھتے یا دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ انسان کہلانے کے مستحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو روحانی صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا ہے ہر انسان اس صلاحیت کو بیدار کر کے آسمان پر بروج کو دیکھ سکتا ہے۔

صوفی (اگر وہ درحقیقت تصوف پر عامل ہے) تمام رذائل اخلاق سے پاک ہو جاتا ہے کیونکہ تصوف (عشق) تمام انسانی عیوب کا ازالہ کر دیتا ہے۔

اس جگہ اس بات کی صراحت ضروری ہے کہ تصوف میں سارا زور عمل پر دیا جاتا ہے۔ بلکہ تصوف کی تعلیم یہ ہے کہ حقیقی علم عرفان یا گیان صرف عمل کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ پس جو صوفی عمل نہیں کرتا وہ صوفی نہیں ہے بلکہ فلسفی یا متکلم ہے۔

ہندو رشیوں (عارفوں) نے بھی یہی کہا ہے کہ تصوف ان پانچ بنیادی عیوب کا ازالہ کر دیتا ہے جو آتما (روح) کو درشن (دیدار) سے محروم رکھتے ہیں:

کام نفسانی خواہش یا شہوت، کروہ (غضب)، موہ (حرص)، لوبھ (طمع) اور اہنکار خود بینی)۔

اگر یہ شبہ لاحق ہو کہ مذہب بھی تو یہی تعلیم دیتا ہے۔ تصوف مذہب کی روح ہے، مذہب سے جداگانہ کوئی شے نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ عالم دین خواہ وہ کسی مذہب کا ہو) صرف تعلیم پر اکتفا کرتا ہے یعنی وہ صرف زبان سے اپنے شاگردوں کو اس بات کا علم عطا کر دیتا ہے کہ خدا نے تزکیہ نفس کا حکم دیا ہے، لیکن نہ انھیں اس کا طریقہ بتاتا ہے کہ عملاً کس کا تزکیہ نفس کیسے کرنا ہے۔ اس کے پاس صرف تھیوری (نظریہ) ہے اور وہ اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ عالم دین رنگ فروش ہے۔ رنگ بیچتا ہے مگر چڑھا نہیں سکتا۔ صوفی (عارف) بھی تزکیہ نفس ہی کی تلقین کرتا ہے مگر وہ صرف تلقین پر اکتفا نہیں کرتا، وہ اپنے شاگردوں سے یہ کہتا ہے کہ میرے پاس آؤ میری صحبت میں بیٹھو۔ میں بالفعل تمھارے نفس کا تزکیہ کر دوں گا۔ عالم دین نے تمھیں بتایا ہے کہ خدا ہے: میں تمھیں دکھا دوں گا کہ واقعی خدا ہے۔ جب ایک طالب اس عارف (مرشد) کی صحبت اختیار کرتا ہے تو اس پر رنگ چڑھنے لگتا ہے۔ یعنی مرشد دراصل رنگ ریز ہوتا ہے جو سالک کو خدا کے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔

بہر حال سمجھانا یہ تھا کہ تصوف مذہب کی روح ہے یعنی زندہ خدا کے ساتھ زندہ رابطہ پیدا کرنے یا اسے اپنے باطن کی گہرائیوں میں مشاہدہ کرنے کا دوسرا نام ہے۔ اور جب ایک مذہبی آدمی رابطہ پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے تو خود بخود تصوف کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

تصوف کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان، کافر اور مومن، ہندو اور مسلمان، کالے اور گورے غرض کہ ہر شخص سے محبت کرنے لگتا ہے۔

بندہ عشق از خدا گیرد طریق
می شود بر کافر و مومن شفیق

تعلیمات تصوف

توکل:

تصوف کی تعلیمات میں سب سے نمایاں اور اہم مقام توکل کو حاصل ہے بلکہ یوں کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہو گا کہ توکل فی الاصل تصوف کا دوسرا نام ہے، یہی وہ صفت ہے جو انسان کے اندر خود اعتمادی پیدا اور قوت کار میں اضافہ کرتی ہے، ثمرات کی شیرینی اور لذت کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر کوئی طیب نہیں۔ اس لیے کہ بندہ اپنی تمام محنت و مشقت، جدوجہد اور سعی و کاش کے بعد جب نتائج اللہ پر چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہم و گمان سے بڑھ کر اپنے بندہ کو عطا کرتا ہے۔ صفت توکل کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ قرآن مجید میں اسلام اور ایمان دونوں کو توکل کے ساتھ لازم و ملزوم دکھایا گیا ہے مثلاً۔

فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین "اس پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔"

نیز ارشاد خداوندی ہے:۔

وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتو مومنین "پس اللہ پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو۔"

فقر: لفظ فقر تنگدستی، غربت اور مفلسی کے معنوں میں آتا ہے، یہی مفہوم قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ملتا ہے تاہم ایک حدیث میں سرور عالم ﷺ نے فقر کو اپنے لیے فخر قرار دیا۔ چنانچہ اس ضمن میں حضرت شیخ علی الہجویری داتا گنج بخش فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو فقر اور مصیبت کی حالت میں کمال صبر کے باعث نعم العبد قرار دیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو شکر نعمت کی بدولت نعم العبد فرمایا گویا صبر ایوب اور شکر سلیمان دونوں بارگاہ الٰہی میں یکساں ہیں۔

صبر: صبر کا براہ راست رابطہ دل کے ساتھ ہے چنانچہ اس ضمن میں حضرت شیخ علی الہجویری داتا گنج بخش فرماتے ہیں۔

اللہ تعالی نے حضرت ایوب کو فقر اور مصیبت کی حالت میں کمال صبر کے باعث نعم العبد قرار دیا اور حضرت سلیمان کو شکر نعمت کی بدولت نعم العبد فرمایا گویا صبر ایوب اور شکر سلیمان دونوں بارگاہ الہی میں یکساں ہیں۔ حضرت جنید بغدادی سے استفسار کیا گیا کہ صبر کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: "تاک بھوں چڑھائے بغیر کڑوی چیز کا گھونٹ پی جانا صبر ہے۔"

شیخ محمد حسن مجددی فاروقیؒ فرماتے ہیں: "صبر دو قسم کا ہے، ایک ان میں دوسرے سے افضل ہے، ایک مصیبتوں میں صبر کرنا ہے، یہ بھی اچھا ہے لیکن اس سے افضل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کل حرام کی ہوئی چیزوں سے کیا جائے۔"

توبہ:

صوفیاء کرام کے ہاں خصوصی تقرب حاصل کرنے کا طریقہ ہی یہ تھا کہ انسان تمام الائشوں سے مصفی، تمام لغزشوں سے مفرا، تمام فروگذاشتوں سے مبرا اور تمام گناہوں سے تائب ہو کہ ان کی خدمت میں پہنچے، توبہ کا صوفیا کے ہاں کیا مقام و مرتبہ ہے اور کتنی اہمیت و فضیلت ہے، اس کا اندازہ شیخ عبد اللہ انصاری کی تحریر کے درج ذیل اقتباس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے: "توبہ راستے کا نشان، بازیابی کی راہ نما، خزانے کی کلید، وصال محبوب کی شفیع عظیم وسیلہ، قبولیت کی شرط اور تمام صورتوں کا سرچشمہ ہے۔"

قرآن مجید کے مطالعہ سے توبہ کے بارے میں جو خاکہ ابھرتا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ انسان، جہالت و نادانی کی بنیاد پر گناہ کر بیٹھے، پھر اسے اپنے گناہ کا شدید احساس ہو، بعد ازاں وہ فوراً اس کی تلافی کر دے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِیۡبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوۡبُ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا۔

"وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا ہے وہ انہیں کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی ہی دیر میں توبہ کر لیں ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"

تقویٰ: تقویٰ قرآن و سنت کی ایک جامع اصطلاح ہے، اور اس کے سلبی اور ایجابی دو پہلو ہیں، نافرمانی سے بچنا اور احکام خداوندی کی حفاظت و رعایت کرنا، اسلام میں از اول تا آخر جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہی تقویٰ ہے، حصول ہدایت قبولیت اعمال، معیت خداوندی ہے محبوبیت کاملہ، دینوی و اخروی فلاح، سب تقویٰ پر منحصر ہیں۔ اسلام کے تمام ارکان و شعائر میں اسی تقوی کی جلوہ آرائی اور زندگی کے تمام پہلوؤں میں اسی کی کار فرمائی ہے۔ روزہ کی غایت روح تقوی کی بیداری ہے۔ قربانی کا اصل مقصد تقوی ہے۔ مسجد کی عمارت میں تقوی بطور بنیاد شامل ہے، حج اور شعائر اللہ کے احترام میں تقویٰ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "تم نیکی اور تقوی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تعاون کرو نا کہ گناہ اور سرکشی پر۔"

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

اسلامی تصوف کا معاشرتی کردار:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" "میری بعثت کی غایت یہ ہے کہ میں بہترین اور خوب ترین اخلاق کی تکمیل کر دوں۔"

اس لیے صوفیائے کرام نے سلوک کو تمام تر مکارم اخلاق کی تحصیل اخلاق حسنہ پر موقوف کیا ہے۔ بلکہ بعض مشائخ نے تو تصوف سے ہی مراد لیا ہے۔

مشائخ کے نزدیک تصوف کا مقصد صرف یہ ہے کہ پہلے انسان خود اپنے اندر اخلاق حسنہ پیدا کرے پھر بنی آدم کے اندر ان کی تخم ریزی کرے چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے ہیں: "بہت نماز پڑھنا، وظائف میں بکثرت مشغول رہنا، تلاوت قرآن میں بہت مصروف رہنا، یہ سب کام چنداں مشکل نہیں ہیں، ہر باہمت شخص کر سکتا ہے بلکہ ایک ضعیف بڑھیا بھی کر سکتی ہے۔ وہ روزوں پر مداومت کر سکتی ہے، تہجد ادا کر سکتی ہے، قرآن مجید کے چند پارے بھی پڑھ سکتی ہے۔ لیکن مردان خدا کا کام کچھ اور ہی ہے۔"

خلاصہ کلام یہ کہ تمام مشائخ متقدمین کے نزدیک تصوف ایک مکمل ضابطہ اخلاق کا نام ہے۔ چنانچہ کشف المحجوب میں شیخ ابوالحسن کا یہ قول مرقوم ہے کہ: "لیس التصوف رسوماً ولا علوماً ولکنہ اخلاق" یعنی تصوف نہ چند رسوم مذہبی ادا کرنے کا نام ہے اور نہ بعض علوم حاصل کرنے کا، بلکہ یہ تو سراسر اخلاق حسنہ کے مجموعے کا نام ہے۔

خدمت خلق کی جس قدر صورتیں ممکن ہیں صوفیائے کرام نے ان سب پر عمل کر کے دکھا دیا ہے۔ ان کی زندگیاں خدمت خلق کے لیے وقف ہو گئی تھیں۔ انھوں نے لاکھوں انسانوں کو شیطان کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں داخل کیا یعنی ان کی زندگی کو بامقصد بنا دیا۔

واضح ہو کہ دراصل کار نبوت یہی ہے۔ انبیاء نے ساری عمر یہی کیا اور یہی کہا کہ "اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ" "یعنی اے اللہ کے بندو! اللہ کی اطاعت کرو اور شیطان سے اجتناب کرو۔"

صوفیائے کرام نے صحیح معنوں میں اتباع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نمونہ پیش کیا اور اللہ کے بندوں کو شیطان کی غلامی سے نکال کر اللہ سے ملایا۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ یہ کام نہ علماء سے ہو سکا نہ متکلمین سے نہ معتزلہ سے نہ حکماء سے نہ فقہاء سے۔ یہ کام اگر ہو سکا تو ان نفوس قدسی سے جن کو صوفیائے اسلام کہا جاتا ہے اور جن کا نام آج بھی لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں عقیدت اور محبت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔

صوفیائے کرام کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہے کہ خدمت خلق کو ان بزرگوں نے اپنی زندگی کا اہم ترین فریضہ بنالیا تھا- سیر الاولیاء میں مرقوم ہے کہ: سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی جس میں لکھا ہوا تھا کہ جہاں تک ہو سکے دلوں کو راحت پہنچا کیونکہ مومن کا دل، اسرار الٰہی کا محل ہے نیز فرمایا کہ قیامت کے بازار میں کوئی اسباب اس قدر قیمتی نہ ہو گا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا۔

صوفیائے کرام بلا امتیاز مذہب وملت ہر شخص کی دلداری کیا کرتے تھے۔ بلکہ ہر وقت دوسروں کے غم میں گھلتے رہتے تھے چنانچہ جب حضرت فرید الدین گنج شکر کے ایک عزیز حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا کہ میں ایک دعوت میں گیا تھا، وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ شیخ نظام الدین کو بڑا فراغ باطنی حاصل ہے، انھیں اس جہان کا کوئی غم نہیں ہے یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا: جس قدر غم واندوہ مجھے دامن گیر رہتا ہے شاید کسی کو نہ ہو کیونکہ بہت سے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور اپنا درد و غم مجھ سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے رنج و غم کا بوجھ میرے دل پر پڑتا ہے۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو دشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرے۔ ایک دن فرمایا: "اگر کوئی شخص تیری راہ میں کانٹا رکھے اور تو بھی اس کے جواب میں اس کی راہ میں کانٹا رکھ دے تو ساری دنیا کانٹوں سے معمور ہو جائے گی۔ عموماً لوگ ایسا ہی کرتے ہیں لیکن درویشوں کا یہ دستور نہیں ہے۔ انھیں نیک اور بد دونوں کے ساتھ نیکی کرنی چاہیے۔"

پھر فرمایا: برا کہنا بے شک برا ہے مگر برا چاہنا اس سے بھی زیادہ برا ہے۔

صوفیہ نے بادشاہوں کے سامنے علی الاعلان کلمہ حق کہا۔

جب مسلمانوں میں عقلیت کا مذاق پیدا ہوا اور انھوں نے قرآن کو اپنی عقل کے تابع بنانا شروع کیا تو صوفیوں نے محبت الٰہی کا درس دے کر عقلیت کے مضر نتائج کا ازالہ کیا۔

جب فقہاء نے دین کے ظواہر پر زور دیا تو صوفیہ نے باطنی اصلاح اور قلبی طہارت کا درس دے کر قوم کو اعتدال کی راہ دکھائی۔

صوفیہ نے ہر دور میں غیر اسلامی عقائد، شرک اور بدعت کی تردید کی۔ سرمایہ داری کے مقابلے میں انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت واضح کی۔ بادشاہوں کو دینداری کی تلقین کی۔

جب معتزلہ، فقہاء اور متکلمین منطقی بحثوں میں الجھے ہوئے تھے اور امت کو فرقوں میں منقسم کر رہے تھے، اس وقت صوفیوں نے مسلمانوں کو توحید اور یک نگاہی کا درس دیا۔

جب فقہاء مسلمانوں کو آپس میں لڑا رہے تھے اس نازک دور میں صوفیوں نے ان کو محبت اور ہمدردی کا درس دیا۔

فقہاء اور متکلمین نے مسلمانوں کو کافر بنایا مگر صوفیائے کرام نے اپنی پاکیزہ زندگی کے ذریعے سے کافروں کو مسلمان بنایا-

فقہاء اور متکلمین اور معتزلہ نے مختلف مذہبی گروہ بنا کر مسلمانوں کے شیرازہ ملی کو منتشر کر دیا مگر صوفیہ نے سب مسلمانوں کو جام وحدت پلایا-

علماء اور فقہاء بادشاہوں کا قرب حاصل کرتے رہے مگر صوفیہ دربار شاہی سے الگ تھلگ رہ کر ملوکیت کے مفاسد بیان کرتے رہے۔

جب علماء بادشاہوں کو خوش کرنے کے لیے تاویلات میں مشغول تھے اس وقت صوفیہ بادشاہوں کو خوفِ خدا کا درس دیتے رہے۔

معتزلہ، متکلمین اور حکماء نے اپنا وقت ذات وصفات باری کی بحثوں میں ضائع کیا۔ صوفیہ نے کہا کہ خدا کے بارے میں بحث فضول ہے، خدا منطق کے ذریعہ سے نہیں مل سکتا ۔ آئینہ قلب کو صاف کرو تا کہ اس کا دیدار ہو سکے۔

[1] احمدبن محمدعجیبۃ الحسنیٰ رحمہ اللہ ،مترجم:حضرت مولانامحی الدین نظامیؒ،خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کیدیان ضلع میانوالی،ص:۳۴

[1] حقیقت تصوف ،پروفیسرڈاکٹرمحمدطاہرالقادری،تخریج ونظرثانی:مولانامحمدنوازظفر،اشاعت اول:ستمبر ۱۹۹۰ء،اشاعت ششم:نومبر ۲۰۰۰ء،منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور مرکزی سیکریٹریٹ۳۶۵/ایم ماڈل ٹاؤن،ص:۸۱

[1] علاءالدین ابی الحسن الامام،علیی بن اسماعیل بن یوسف القونوی الشافعی ،المحقق:السیدیوسف احمد،شرح التعرف لمذاھب التصوف ،سنۃ الطباعۃ۱۴۳۰ھ۲۰۱۹م،بلدالطباعۃ:لبنان،ص: ۲۱

[1] علی بن عثمان ہجویری ،حضرت۔سید،المعروف حضرت داتاگنج بخشؒ،کشف المحجوب کلام المرغوب،مترجم:ابوالحسنات محمداحمد سیدقادری،تحقیق تخریج وتدوین جدید:خالق داد ملک ڈاکٹر،طاہررضابخاری ڈاکٹر،مکتبہ شمس وقمر جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور ،اشاعت:ربیع الاول ۱۴۳۳ھ،ص:۱۱۷

[1] عبدالعزیز قریشی،اسرار الاولیاء،جامعہ فردوس،خانقاہ درس شریف اگہارکوٹلی۔آزاد،کمپوزنگ:مکتبہ جدید پریس۔لاہور، ص 129-128 ،

[1] الفاتحہ:

[1] تصوف کامکمل انسائیکلوپیڈیا،شیخ طریقت علامہ محمداجمل خان مصطفائی،ص:۳۰

[1] تفسیرکبیر

[1] (سورۃ الحجر ۱۶ - ۱۷)

[1] احسان وتصوف،خواجہ شمس الدین اعظمی،شعبہ علوم اسلامیہ بہاءالدین زکریایونیورسٹی ملتان،جنوری ۲۰۰۳ء،ص:۱۱
[1] یونس:۸۴
[1] المائدہ:۲۳
[1] کشف المحجوب:سیدعلی ہجویریؒ:ترجمہ ایف ڈی گوہر،ص:۸۶
[1] کشف المحجوب:سیدعلی ہجویریؒ:ترجمہ ایف ڈی گوہر،ص:۸۶
[1] رسالہ قشیریہ،ابوالقاسم القشیریؒ:ترجمہ ڈاکٹرپیرمحمدحسن ،مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی،اسلام آباد،ص:۳۱۹
[1] صدرمیدان:شیخ عبداللہ انصاریؒ،ترجمہ:پروفیسرافضل فقیر،المعارف لاہور،ص:۱۷
[1] النساء:۱۱۷
[1] فتوح الغیب:شیخ عبدالقادرجیلانیؒ:ترجمہ سیدمحمدفاروق القادری،المعارف لاہور،ص:۸۶
[1] المائدہ:۲
[1] تاریخ تصوف،پروفیسریوسف سلیم چشتی،علمااکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب لاہور،۱۹۷۶،ص:۱۳۷
[1] سورۃ النحل:۳۶
[1] تاریخ تصوف،پروفیسریوسف سلیم چشتی،علمااکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب لاہور،۱۹۷۶،ص:۱۴۰

IEER
Institute for Excellence in Education & Research